عرب جمہوریہ مصر   20 جمادی الآخرۃ 1441ھ

وزارتِ اوقاف   14 فروری 2020ء

قرآن کریم اور اخلاقی اقدار

قرآن کریم میں عظمت کے بے شمار پہلو مذکور ہیں، قرآن کریم اللہ کی مضبوط رسی ہے، یہ وہ مینارہ نور اور صراط مستقیم ہے جس میں نہ تحریف ہو سکتی ہے، نہ اس میں باطل آ سکتا ہے، نہ مرورِ زمان کے ساتھ اس کے تابانیاں ماند پڑ سکتی ہے اور نہ ہی اس کے عجائب ختم ہو سکتے ہیں، جس نے قرآن کی بات کی اس نے سچ بولا، جس نے اس پر عمل کیا وہ اجر پا گیا، جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل وانصاف کیا، اور جس نے اس کی دعوت دی اسے سیدھے راستے کی ہدایت دی گئی، ارشاد باری تعالی ہے : **{وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ}** "اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے" ۔ **{مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ}** "ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی"۔

قرآن میں عظمت کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس نے ان اصول وضوابط اور اخلاق واقدار کے ذریعے قوموں اور افراد کی اخلاقی تربیت کا اہتمام کیا ہے جو انسانی سلوک کو منظّم کرتی ہیں، اور ایک ایسے معاشرے کو جنم دیتی ہیں جس میں

پاکیزہ دل اور اعلی نفوس کے مالک انسان پرورش پاتے ہیں، وہ آپس کے معاملات صداقت، امانتداری، رحمدلی اور عدل و انصاف کے ساتھ طے کرتے ہیں، ان میں سے ہر شخص لوگوں میں اختلاف رائے پائے جانے، پرُامن بقائے باہمی، دوسرں کے احترام، اور دین کے ذریعے دنیا کو آباد کرنے کے قانون پر یقین رکھتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے : {يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ} "اے لوگو ! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے ۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے" ۔ {وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ * إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ...} " اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر ایک گروہ بنا دیتا۔ وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے ۔ بجز ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے"۔ {هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا} "اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس میں تمہیں آباد کیا "۔

قرآن کریم کی آیتوں میں غور وفکر کرنے والا شخص اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے کہ قرآن کریم نے جن اخلاقی اقدار کی دعوت دی ہے وہ کسی عیش و عشرت یا تحسینیات کا نام نہیں ہے جن سے بالکل مستغنی ہونا، یا صرف بعض معاشروں میں ان پر عمل کرنا ممکن ہو، بلکہ یہ ایسی دائمی اقدار کا مجموعہ ہے جو زمان و مکان کے تبدیل ہونے سے تبدیل نہیں ہوتی، اس بات پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ یہ اخلاقی اقدار ایک ضابطہ

حیات ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی میں نافذ کیا، اور اس کی دعوت اور ترغیب دی، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے سائل کے سامنے مختلف اخلاق گننا شروع نہیں کر دیے، بلکہ قرآن کی طرف اشارہ کیا، قرآن کریم اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا : **{وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ}** " بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں "۔

اس آیت کریمہ کے بارے میں سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ام المومنین کیا تم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے نہیں بتاؤ گی، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : کیا تم قرآن پڑھتے ہو ؟ میں نے کہا، جی ہاں، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان میں اس بات کی تاکید ہے کہ قرآن کریم بشمولِ عقائد، احکام، عبادات اور معاملات کے بنیادی طور پر انسان کی اخلاقی تربیت کے لئے ایک مضبوط دعوت کا نام ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے تمام تر معاملات میں اس کا بہترین نمونہ ہیں۔

قرآن کریم نے جس اخلاقی اقدار کی دعوت دی ہے ان میں سے چند اہم اخلاقی اقدار درج ذیل ہیں :

☆ **انسان کا احترام کرنا، اس کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا اور اس کی بے حرمتی نہ کرنا :** اللہ کریم نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر اس قول و فعل سے باز رکھیں جو لوگوں کے احساسات

وجذبات کے لئے تکلیف کا باعث بنے، جیسا کہ مذاق اڑانا، اور بدگمانی کرنا، ارشادِ باری تعالی ہے : {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ} "اے ایمان والو ! مرد دوسرے مرد کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو۔ ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ} "اے ایمان والو ! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے ؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"۔

قرآن کریم تمام گھٹیا اخلاق اور کینہ وبغض سے دلوں کو پاک رکھنے اور بدگمانی نہ کرنے کا حکم دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے : {لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ}" اسے سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے"۔

☆ **باہمی تعاون، باہمی کفالت اور رحمدلی :** قرآن کریم نے معاشرے کے تمام افراد کو نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے : **{وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ}** " نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو،اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں تعاون نہ کرو"۔

معاشرے کے افراد کے درمیان باہمی تعاون ملک کے استحکام اور معاشرے میں امن وامان کی بحالی کا ایک اہم سبب ہے، ہر انسان کی کچھ ضروریات ہوتی ہیں جن کے حصول کے لئے وہ تگ ودو کرتا ہے، اگر معاشرے میں باہمی کفالت کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ ان ضروریات کے حصول میں مطمئن ہو جائے گا اور اسے سکون کی دولت نصیب ہو جائے گی، بلکہ وہ بھی اپنی استطاعت کے مطابق معاشرے میں باہمی کفالت کو پروان چڑھانے میں اپنے حصے کا کردار ادا کرے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیثِ مبارکہ میں باہمی تعاون کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے کہ " مسلمان باہمی محبت، رحمدلی، اور شفقت میں ایک جسم کی مانند ہیں، جب اس کا ایک حصہ درد کی شکایت کرتا ہے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے "اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے " مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ اسے چھوڑتا ہے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے، اللہ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے، جو کسی مسلمان کی مشکل دور کرتا ہے اللہ قیامت کے دن کی

مشکلوں میں سے ایک مشکل اس سے دور کر دے گا، اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔

☆ **غور وفکر اور تدبر**: اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو زمین وآسمان میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے اور غور وفکر کرنے والوں کی تعریف کی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے : {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ * الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} "آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقینا عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تم نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے"۔ {أَوَلَمْ يَنْظُرُواْ فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ والأَرْضِ} " اور کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کے عالم میں غور نہیں کیا"۔

اللہ تعالی نے ہمارے لئے غور وفکر اور تدبر کے دروازے کو کھولا چھوڑا ہے ارشادِ باری تعالی ہے: {اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا} " اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے کہ تم انہیں دیکھ رہے ہو"۔ { قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ} " پوچھیئے! کہ یہ بھی بتادو کہ اگر اللہ تعالی تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی دن

رکھے تو بھی سوائے اللہ تعالی کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے ؟ جس میں تم آرام حاصل کرو، کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو ؟"۔

اسی طرح اللہ تعالی نے ہمیں خود اپنی ذات میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے : **{أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُواْ فِي أَنفُسِهِمْ}** " کیا ان لوگوں نے خود اپنی ذات میں غور نہیں کیا ؟" {وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ * وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ} " اور یقین والوں کے لئے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو ؟"۔

اللہ تعالی نے انسان کے نفع کا باعث بننے والی ہر چیز میں غور وفکر کرنے کی ہمیں اجازت دی ہے، اور یہ غور وفکر کرنا ایک عبادت ہے جس کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سمجھا، اور اس مقصد تک رسائی حاصل کی، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک گھڑی کا غور وفکر پوری رات کے قیام سے بہتر ہے، وھب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے طویل غور وفکر کیا اس نے چیز کو سمجھ لیا، اور جس نے سمجھ لیا اس نے جان لیا، اور جس نے جان لیا اس نے عمل کیا۔

☆ **باہمی مکالمہ اور دوسروں کا احترام :** قرآن کریم کی بہت سے آیات لوگوں کی زندگی میں باہمی مکالمہ کی اہمیت کی طرف امت مسلمہ ہی کیا پوری انسانیت کی راہنمائی کرتی ہے، باہمی مکالمہ ایک ایسا اسلوب ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے نبیوں کے لئے پسند فرمایا ہے تاکہ وہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تمام لوگوں تک اپنے رب کا پیغام پہنچائیں،

کیونکہ اسلام مذہبی آزادی پر ایمان رکھتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے : {لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ} "دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے"۔

اللہ کے نبی نوح علیہ السلام نے دعوتِ دین کی راہ میں اپنی طویل زندگی کے ایک موقع پر اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا : {..يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ} "اے میری قوم ! مجھے بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کسی دلیل پر ہوا اور مجھے اس نے اپنے پاس کی کوئی رحمت عطا کی ہو، پھر وہ تمہاری نگاہوں میں نہ آئی تو کیا زبردستی میں اسے تمہارے گلے منڈھ دوں، حالانکہ تم اس سے بیزار ہو"۔

اور اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام منطقی گفتگو کے ذریعے ظالم حکمران پر حجت قائم کرتے ہیں جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم نے فرمایا : {أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ} "کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پا کر ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا، جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اللہ تعالی سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ ۔ اب تو وہ کافر بھونچکا رہ گیا، اور اللہ تعالی ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

اور فرعون کے ساتھ مکالمہ میں موسی علیہ السلام نے بھی یہ اسلوب اختیار کیا، اس بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے : {قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ * قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ * قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ* قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ * قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ * قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ * قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ} " فرعون نے کہا رب العالمین کیا (چیز) ہے ؟۔ موسی (علیہ السلام) نے فرمایا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے، اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔ فرعون نے اپنے ارد گرد والوں کو کہا کہ کیا تم سن نہیں رہے ؟۔ موسی (علیہ السلام) نے فرمایا وہ تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے۔ فرعون نے کہا (لوگو) تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو یقینا دیوانہ ہے۔ موسی (علیہ السلام) نے فرمایا وہی مشرق و مغرب کا اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے، اگر تم عقل رکھتے ہو۔ فرعون کہنے لگا سن لے ! اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں ڈال دوں گا"۔

قرآن کریم نے باہمی مکالمہ کو جو اہمیت دی ہے یہ دراصل رنگ، نسل، دین، عصبیت وغیرہ سے قطعِ نظر انسانی شعور کو بلند کرنے اور دوسروں کا احترام کرنے کی ایک دعوت ہے، کیونکہ قرآن کریم نے جنسِ بشریت کو صرف اور صرف انسانیت کی وجہ سے تکریم بخشی ہے، اور ان کی اصل ایک ہونے کا ذکر کیا ہے اگرچہ ان کی جنس مختلف ہی کیوں نہ ہو، ارشادِ باری تعالی ہے : {وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا} " یقینا ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا

فرمائی ۔ {يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا} "اے لوگو ! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالی تم پر نگہبان ہے"۔

برادرانِ اسلام:

قرآن کریم نے جن اخلاقی اقدار کی دعوت دی ہے ان میں سے ایک اپنے نفس اور غصے کو کنٹرول کرنا ہے، یہ بات معلوم ہے کہ انسان کو بعضِ اوقات زندگی میں ایسے حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کی وجہ سے اس کو غصہ آجاتا ہے اور اس کا نفس مشتعل ہو جاتا ہے، لہٰذا قرآن کریم نے بہت سے مقامات پر اپنے نفس اور غصے کو کنٹرول کرنے اور عفو و درگزر کو اختیار کرنے کی دعوت دی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: **{وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ}** "اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالی ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے"۔ **{وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ}** "تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالی تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ تعالی بہت معاف فرمانے والا مہربان ہے"۔ **{وَلا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلاَّ الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلاَّ ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ}** "نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو

بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا"۔ **{فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ}** "اور جو معاف کردے اور اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے"۔

☆اسی طرح آپس میں صلح کرنا بھی ان اہم اخلاقی اقدار میں سے ایک ہے جن کی قرآن کریم نے دعوت دی ہے:

قرآن کریم کی کتنی ہی آیات ہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیتی ہے، اور صلح کرانے والوں کو اجرِ عظیم کی بشارت دیتی ہے، ارشاد باری تعالی ہے : **{لاَ خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا}** "ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں ! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالی کی رضا مندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقینا بہت بڑا ثواب دیں گے"۔ **{فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ}** "ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے پس وہ ان میں آپس میں اصلاح کرادے تو اس پر گناہ نہیں، اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے"۔ **{وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى، قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ، وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ، وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ}** "اور آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے، تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں،

بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا، یقینا اللہ تعالی غلبہ والا اور حکمت والا ہے"۔

اور اللہ تعالی نے ان لوگوں سے سخت متنبہ کیا ہے جو لوگوں کے درمیان فساد پھیلاتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے : **{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ * وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ * وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ}** " بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ بناتا ہے، حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے۔ جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالی فساد کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے، ایسے کے لئے بس جہنم ہی ہے اور یقینا وہ بدترین جگہ ہے"۔

آج ہمیں کسی قدر اشد ضرورت ہے کہ ہم ان اخلاقی اقدار پر عمل کریں جن کی قرآن کریم نے دعوت دی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی زندگی میں عملی طور پر نافذ کیا ہے، تاکہ ہم اس تہذیب وترقی تک رسائی حاصل کر سکیں جن تک ہمارے آباء واجداد نے رسائی حاصل کی تھی۔

اے اللہ ! ہمیں اعلی اخلاق اور باہمی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین